السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں الحمد اللہ مسلمان ہوں۔ میرے والد مالدار ہیں انھوں نے شیخ طنطاوی کا بینک کے فائدے کے حلال ہونے کے بارے میں فتوی سنا تواپنی دولت بینک میں رکھ دی اور وہاں سے فائدہ لینا شروع کردیا۔ میں اس پر مطمئن ہوں کہ یہ فوائد حرام ہیں اور میں نےاپنے والد کو بھی اس پر مطمئن کرنے کی بہت کوشش کی ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا توکیا میری والدہ اور بہن بھائیوں پر کوئی گناہ ہے جبکہ میں نےاپنے والد کو قسم بھی دی ہے کہ سود کی رقم سے ہم پر کچھ خرچ نہ کریں؟ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اور جب ہمارے پاس یہ مال آئے تو ہم کیا کریں؟مجھے اللہ تعالیٰ نے سعودیہ میں کام کرنے کا موقع دیا ہے اور سفر کا خرچہ بھی میرے والد نے دیا تھامجھے علم نہیں کہ آیا یہ بھی اسی فوائد میں سے تھا یا نہیں؟ توکیا اب اللہ تعالیٰ مجھے اس کام سے رزق دے رہاہے وہ حرام ہے یا نہیں؟مجھے اس کے متعلق ضرور معلومات مہیا کریں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر سود حاصل کرنے والے شخص کی اولاد کے پاس کوئی اور ذریعہ معاش نہیں جس سے وہ اپنا پیٹ پال سکیں تو پھر والد کے سودی مال سے ان کا کھانا پینا اور کپڑے وغیرہ پہننا کوئی گناہ کا کام نہیں لیکن انہیں چاہیے کہ وہ اپنے والد کو ایسے طریقے سے نصیحت کریں جو فائدہ مند ہو اور اگر ان کے پاس کوئی اور ذریعہ معاش پیدا ہو جائے یا پھر وہ اپنی ضروریات زندگی کے لیے اس مال کے محتاج نہ رہیں تو ان پر اس سود والے مال سے دور رہنا واجب ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمة اللہ علیہ کہتے ہیں۔

اگر والد کی کمائی حرام ہو تو اسے نصیحت کرنی واجب ہے اگر استطاعت ہو تو خود اسے نصیحت کریں یا پھر اہل علم کے تعاون سے اسے نصیحت کروائیں اور اسے اس کے حرام ہونے کا یقین دلوائیں یا پھر اپنے دوست احباب کا تعاون حاصل کریں جو اسے مطمئن کر سکیں تاکہ وہ اس حرام کمائی سے بچ جائے۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر تمہارے لیے ضرورت کے مطابق وہ مال کھانا جائز ہے اور اس حالت میں اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں مگر یہ صحیح نہیں کہ تم اس مال کو جائز سمجھتے ہوئے اپنی ضرورت سے بھی زیادہ لے لو۔ (فتاوی اسلامیہ 452-3)

اور اگر سود لینے والا والد فوت ہو جائے تو ورثاء پر ضروری ہے کہ وہ اس سودی مال سے چھٹکارا حاصل کریں اور اسے اس کے مالکوں کو واپس کر دیں اگر ان کا علم نہ ہو تو اسے کسی بھی عام وخاص مصرف میں لا کر اس سے چھٹکارا حاصل کر لیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمة اللہ علیہ سے سود کا لین دین کرنے والے کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ فوت ہو گیا ہے اور اس نے اپنے پیچھے مال اور اولاد چھوڑی ہے اور اولاد کو والد کے سودی کام کا بھی علم ہے تو کیا ان کے لیے یہ مال بطور وراثت حلال ہے یا نہیں؟ تو شیخ نے جواب دیا۔

بیٹے کو سود کی جس مقدار کا علم ہے وہ اسے نکال دے اور اگر ممکن ہو تو وہ لوگوں کو واپس کر دے اسے صدقہ نہ کرے اور جو باقی وراثت ہے وہ اس پر حرام نہیں لیکن جس مقدار میں شبہ ہو اس کے متعلق بہتر ہے کہ اسے چھوڑ دیا جائے اور اگر والد نے ایسے سودی معاملات سے وہ مال حاصل کیا ہو جس کی بعض فقہاء اجازت دیتے ہیں تو پھر ورثاء کے لیے اس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے اور اگر مال میں حرام اور حلال دونوں کی ملاوٹ ہو اور اس کی مقدار کا علم نہیں تو اس کے دو حصے کر لینے چاہئیں (یعنی آدھا حلال کا اور آدھا حرام کا) (مجموع الفتاوی 307/29) (شیخ محمد المنجد)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ نکاح وطلاق

ص500

محدث فتویٰ